© rasailojaraid.com

تورات کے دسؔ احکام

اور

قرآن کے دسؔ احکام

(حضرت مولانا سید مناظر احسن صاحب گیلانی صدر شعبۂ دینیات جامعہ عثمانیہ)

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ فرمائیے برہان بابتہ ماہ جون)

"قرآن کے دسؔ احکام" سے پہلے جو آیتیں سورۂ بنی اسرائیل میں پائی جاتی ہیں انہی کے متعلق "تورات کے دس احکام" اور ان کے سابق ولاحق فقرات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے ذاتی احساسات یا جذبات کو خاکسار نے اب تک پیش کیا ہے۔

باقی "قرآن کے دس احکام" کے بعد اس سورہ میں جو کچھ ہے، تفصیلی بحث اس کی آپ کو قرآن کے مفسرین کی کتابوں میں مل سکتی ہے اور یہ فرض ان ہی لوگوں کا ہے بھی جو قرآن کی تفسیر کرنا چاہتے ہیں لیکن اپنے اس مضمون میں صرف بعض اجمالی نقاط نظر کا پیش کرنا دس احکام سے ماقبل کی آیتوں کے متعلق بھی مقصود تھا اور یہی غرض ان دس احکام کی مابعد آیتوں کے متعلق بھی ہے۔

بظاہر مابعد کی ان آیتوں کا تعلق قوم یہود سے معلوم نہیں ہوتا بلکہ خطاب کا رخ عام ہے لیکن یہودیوں کی تاریخ کا مطالعہ جن لوگوں نے کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ملک مصر سے جب ان کو نکال لائے اور فلسطین میں آباد ہی ہونے کا نہیں بلکہ ایک قاہرہ حکومت کے قائم کر لینے کا موقعہ بنی اسرائیل کو جب مل گیا تو اپنی حکومت کے مختلف ادوار و قرون میں یہودیوں نے باضابطہ بت پرستی بھی کی ایسی بت پرستی جس میں دیوتاؤں کے ساتھ دیویوں کی بھی پوجا ہوتی تھی۔

بعل جو قدیم بت پرست دنیا کا سب سے زیادہ مشہور دیوتا ہے، سمجھا جاتا تھا کہ عالم محسوسات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا نگراں وہی ہے بخت نصر نے جس کا شاندار مندر بابل میں تیار کیا تھا بعض کہتے ہیں کہ بابل کا لفظ اسی بعل ہی کی طرف منسوب ہے شام میں بعلبک کا شہر اسی بعل کی یاد کو تازہ کر دیتا ہے یہودیوں میں اس دیوتا کو مختلف زمانوں میں غیر معمولی اہمیت حاصل ہوئی اسرائیلیوں کا بادشاہ اخی اب نامی نے فنیقیوں کے بادشاہ اتبعل کی شہزادی ایزبل سے شادی کی اور ایزبل جو موروثی طور پر بعل کی پجارن تھی اس کے مشورے اور حکم سے یہودی بادشاہ اخی اب جیسا کہ کتاب سلاطین میں ہے

بعل کی پرستش کرنے اور اسے سجدہ کرنے لگا اور بعل کے مندر میں جسے اس نے سامریہ میں بنایا تھا بعل کے لیے ایک مذبح تیار کیا۔ سلاطین ۱۶/۳۱

اسی طرح یہودیوں کے بادشاہ منسی کے عہد میں بھی لکھا ہے کہ اس بادشاہ نے بھی بعلیم کے لئے مذبحے بنائے . . . . اور سارے آسمانی لشکر کو سجدہ کیا اور ان کی پرستش کی" تواریخ ۳۳/۳

اسی کتاب میں ہے کہ منسی ہی نے

خداوند کے گھر (ہیکل سلیمان یا مسجد اقصیٰ) جس کی بابت خداوند نے فرمایا تھا کہ میرا نام یروشلم میں ہمیشہ رہے گا مذبحے بنائے اور اس نے خداوند کے گھر کے دونوں صحنوں میں سارے آسمانی لشکر کے لئے مذبحے بنائے" تواریخ ۳۳/۴

اسی یہودی حکمران منسی کا ذکر کرتے ہوئے ملیکی صاحب نے بائیبل کی تاریخ میں لکھا ہے کہ اس کے عہد میں

بعل کے لئے نہ صرف اونچی جگہیں بنائی گئیں، اور بت تراشے گئے، بلکہ مورتیوں کے وجود سے خود ہیکل (مسجد سلیمان) ناپاک کی گئی۔

آگے اسی کتاب میں یہ بھی ہے کہ

اس کے (بادشاہ منسی اسرائیلی) کے بچے بعل کے سامنے قربانی کے طور پر جلائے گئے اور اس کی رعیت کے لوگ جو اپنے اعتقاد میں پکے تھے اس کی بت پرستی میں جلد شامل ہو گئے" تاریخ بائیبل صفحہ ۳۴۹

تاریخ بائیبل ہی میں ہے کہ آخذ نامی اسرائیلی بادشاہ کے زمانہ میں بھی دیکھا گیا کہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بعل کے بت اور مذبح اور اونچے مقام جو بت پرستی کے لئے مخصوص تھے شاہ اخاب کے لئے کافی نہ تھے، لہٰذا اس نے نفرت انگیز حرکات پر یہ اضافہ کیا اور اپنے بچوں کو وادی ھنوم میں قربانی کے طور پر جلایا

اسی بعل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جسے یہودی علانیہ پوج رہے تھے، کتاب سلاطین میں ہے کہ ایلیاہ یعنی حضرت الیاس علیہ السلام یہودیوں میں مبعوث ہو کر فرمایا کرتے تھے

تم کب تک دو خیالوں میں ڈانواں ڈول رہو گے اگر خداوند خدا ہی خدا ہے تو اس کے پیرو ہو جاؤ، اور اگر بعل ہے تو اس کی پیروی کرو۔ سلاطین باب ۱۸

قرآن میں حضرت الیاس علیہ السلام کے مواعظ میں یہ فقرہ جو پایا جاتا ہے یعنی

أتدعون بعلا وتذرون أحسن الخالقین — کیا تم بعل کو پکارتے رہو گے اور احسن الخالقین کو چھوڑ دو گے۔

شاید کتاب سلاطین کے اسی فقرے کی یہ صحیح تعبیر ہے۔

حیرت ہوتی ہے کہ یہودی اپنی بغلوں میں تورات کو دبائے ہوئے اور اس کے دس احکام خصوصاً پہلا حکم "کہ میرے حضور غیر معبودوں کو نہ ماننا اور اپنے لئے تراشی ہوئی مورت نہ بنانا" اسی کا چرچا بھی کرتے رہتے تھے اپنے ان احکام پر ان کو ناز بھی تھا لیکن جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جب وہ چند دنوں کے لئے ان کو چھوڑ کر خدا کے پاس تورات لانے کے لئے گئے، اس قوم نے سونے کا بچھڑا بنا کر پوج ڈالا تھا اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کے بعد بھی اسی طلائی بچھڑے کا قصہ ان کو یاد آیا، اور کس طرح یاد آیا جو سزا اس گناہ عظیم کے بدلے میں ان کو بھگتنی پڑی تھی اسے تو بھول گئے اور سلیمان علیہ السلام کے بعد یربعام نامی بادشاہ ان پر جب حاکم ہوا تو سلاطین نامی کتاب میں ہے کہ

اس بادشاہ (یربعام) نے مشورت لے کر سونے کے دو بچھڑے بنائے اور لوگوں سے کہا کہ یروشلم جانا تمہاری طاقت سے باہر ہے

پس

اے اسرائیل! اپنے دیوتاؤں کو دیکھ جو تجھے ملک مصر سے نکال لائے۔ سلاطین ۱۲/۲۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قرآن میں جو فرمایا گیا ہے کہ واشربوا فی قلوبہم العجل (اور پلا دیا گیا ان کے دلوں میں بچھڑا) گویا اس کا عملی ثبوت یہ بھی تھا،

اور اس سے بھی زیادہ دلچسپ کہئے، یا دل دوز یہ واقعہ ہے کہ تورات جیسی کتاب کو آسمانی کتاب ماننے والی قوم حماقتوں میں ترقی کرتے ہوئے اس نوبت تک بھی پہونچ چکی تھی کہ دیوتاؤں کے ساتھ دیویوں کا عقیدہ بھی ان میں پھیل گیا تھا کتاب سلاطین میں ہے کہ خداوند خدا نے دھمکی دیتے ہوئے بنی اسرائیل کو کہلا بھیجا کہ

"انھوں نے یہودیوں نے) مجھے ترک کیا اور صیدانیوں کی دیوی عستارات اور موابیوں کے دیوتا کموس اور بنی عمون کے دیوتا ملکوم کی پرستش کی ہے" ۱۱/۳۳ سلاطین

بیلی صاحب نے ملک بسن جو عوج بن عوق عملیقی کا ملک تھا اس کے ایک شہر عستارات قرنیم کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

یہ شہر عستارات یا عستاراتی دیوی کی پوجا کے لئے مشہور تھا جو چاند کی دیوی کہلاتی تھی" صفحہ ۱۴۳

۱؎ جیسا کہ لوگوں نے لکھا بھی ہے کہ العجل (بچھڑے) کا یہ عارضہ بنی اسرائیل اپنے ساتھ مصر سے لائے تھے جہاں کے معبودوں میں ایک بڑا اہم معبود سانڈ بھی تھا جسے مصری ایپس کہتے تھے جو خاص خاص علامتوں سے پہچانا جاتا تھا لیکن مصریوں میں یہ خیال کہاں سے آیا زرعی ملک ہونے کی وجہ سے سانڈ کو اگر پوجتے تھے۔ تو سانڈ کو جب تک بیل نہ بنا جائے یعنی اس کے بیضوں کو کوفتہ نہ کر لیا جائے ہل میں مشکل ہی سے لگ سکتا ہے خدا جانے یہ قدیم بیل دیوی بیل تھا یا کیا تھا۔ بہرحال زراعت والی توجیہ دل کو یوں نہیں لگتی، کہ سینکڑوں ممالک ایسے ہیں جہاں گھوڑوں سے وہی کام لیا جاتا ہے جو کام بیل انجام دیتے ہیں پھر چاہیے تھا کہ لوگ ان ممالک میں گھوڑوں کو پوجتے علاوہ اس کے بہتیرے ممالک ایسے ہیں جہاں بجائے نر کے مادہ گاؤ زیادہ احترام کی مستحق سمجھی جاتی ہے لیکن زراعت میں اس سے کام نہیں لیا جاتا، واللہ اعلم بالصواب شیخ محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ حاملان عرش میں ایک فرشتے کی شکل بیل کی ہے گویا اسی فرشتے کو لوگ سانڈ یا گائے وغیرہ کی شکل میں پوجتے ہیں یہ بھی ان ہی کا کشف ہے کہ جب سے بیلوں کی عبادت کا رواج دنیا میں ہوا ہے اس وقت سے اس فرشتہ کی صورت مغموم ہوگئی ہے۔

© rasailojaraid.com

اب بھی کھنڈر کی شکل میں عستارات قرنیم کا یہ شہر فلسطین کے نواحی میں موجود ہے ۔ بلیکی کا بیان ہے کہ ایک یورپین سیاح ڈاکٹر یویرڈ کو اسی شہر کے کھنڈروں میں پتھر کا ترشا ہوا ایک سر ملا تھا جس کی شکل وصورت، نوک پلک کو دیکھ کر یہ رائے قایم کی گئی کہ غالباً یہ وہی چاند کی دیوی کی مورت ہے۔ [1]

بہرحال مصر سے واپسی اور فلسطین میں آباد و حکمراں ہونے کے بعد جب تک اسیری ، جلاوطنی اور تقطیع (یعنی تتر بتر) ہونے کی مصیبت میں یہودی مبتلا نہ ہوئے تھوڑے تھوڑے دنوں کے بعد یا اپنی ہمسایہ قوموں (فلسطی، فنیقی، ارامی وغیرہ) کی ریس میں علانیہ بت پرستی کے شکار ہوتے رہے اور قطعناھم فی الارض امما (اور تتر بتر کردیا ہم نے یہودیوں کو زمین پر فرقے فرقے بنا کر) کے عذاب میں جب یہ گرفتار ہوئے تو یورپ کے مورخین کا خیال ہے کہ

"اس کے بعد پھر کسی زمانہ میں یہودیوں کی طرف سے بت پرستی کا میلان ظاہر نہ ہوا" تاریخ بائبل ملخصاً

جس کی توجیہ کرتے ہوئے انھیں لوگوں نے لکھا ہے کہ

یہ تبدیلی یعنی بت پرستی کی طرف عدم میلان) کسی روحانی تازگی سے اس قدر وقوع میں نہیں آئی جس قدر فطری اسباب کے اثر سے واقع ہوئی ۔

یہ فطری اسباب کیا تھے ان ہی لوگوں کا بیان ہے کہ

یہ (یعنی یہود) کسدیوں (بابل و نینوا والوں) کی بت پرستی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوں گے ۔

کیونکہ ان ہی کسدیوں کا بادشاہ بخت نصر اور اس کے بعد بھی اس علاقے کے متعدد سلاطین اور حکمرانوں نے یہودیوں کے ملک فلسطین کو برباد کیا قتل وغارت کے بعد جو یہودی زندہ باقی رہے تھے ان کو اور ان کی دولت وثروت کو لوٹ کر کسدیوں کے حکمراں اپنے ملک میں لے گئے ۔ اپنے وطن سے نکالے ہوئے ان قیدی یہودیوں کے ساتھ ان کے دشمنوں نے جو کچھ کیا تھا آج بھی اس کے پڑھنے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ بہرحال ان ہی واقعات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آگے اس توجیہ کے الفاظ یہ ہیں کہ

---

[1] مگر بت پرستی کا طلسمی نظام بھی عجیب ہے بلیلی نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم کا مولد جس کا نام

(حاشیہ ملاحظہ ہو بر صفحہ آئندہ)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیونکہ وہ (بت پرستی) ان کے (یہودیوں) کے لوٹنے اور برباد کرنے والوں کا مذہب تھا، اور یہ قاعدہ ہے کہ جو لوگ جلا وطن کئے جاتے ہیں اور جن کی قومی حیثیت جاتی رہتی ہے وہ بڑے جوش و خروش سے اپنے قومی دستوروں کو قوم کے جلیل کارناموں کو یاد کرتے اور تعویذ جان بناتے ہیں" تاریخ بائبل صفحہ ۲۹۳

گویا یہودی ذہنیت اسی مشہور اردو شعر کی تابع ہوگئی کہ

ایسی ضد کا کیا ٹھکانا اپنا مذہب چھوڑ کر
ہم ہوئے کافر تو وہ کافر مسلماں ہوگیا

ان کی توحید کہئے یا مسلمانی ضد اور ہٹ دھرمی کی مسلمانی تھی[1]

کھلم کھلا اصنام پرستی اور مورتی پوجا کے لحاظ سے مغربی مورخین کی یہ نکتہ نوازی ممکن ہے کہ درست

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

اُر تھا، یہ چاند دیوتا کا قدیم نام تھا، اس شہر میں اسی چاند دیوتا کی چونکہ پرستش ہوتی تھی اس لئے اُر کے نام سے مشہور ہوگیا۔ بہرحال لکھا ہے کہ اُر میں چاند کی پوجا جب ہوتی تھی تو بجائے مادہ کے یہ نر دیوتا سمجھا جاتا تھا اور سورج پر اس کو برتری حاصل تھی، سورج کے متعلق خیال تھا کہ چاند کا فرزند ہے، یا کوئی مادہ دیوی ہے، مگر خدا جانے کیوں غریب چاند بجائے نر کے مادہ دیویوں میں شریک ہو کر منات کے نام سے کیسے مشہور ہوا کہتے ہیں کہ سومنات کا مندر بھی چاند ہی کا مندر تھا، ابن خلدون نے بھی لکھا ہے "چندر گرہن کے موقع پر سارے ہندوستان سے لوگ سومنات پہنچتے"

[1] حضرت تھانوی کے ملفوظات کا اس موقع پر ایک لطیفہ یاد آیا، خود فرماتے تھے کسی شہر میں حضرت کی خدمت میں ایک صاحب نے اپنے نوجوان صاحبزادے کو یہ کہتے ہوئے پیش کیا کہ انگریزی پڑھتا ہے اور بے دینی کی باتیں کرتا ہے، حضرت نے پوچھا کہ کس کالج میں پڑھتا ہے۔ اطلاع دی گئی کہ اسلامیہ کالج کا طالب العلم ہے فرمایا کہ اسلامیہ کالج سے نام کٹوا کر اس کو کسی ایسے کالج میں شریک کرا دو جس میں ہر قوم کے بچے پڑھتے ہوں یہی کیا گیا دوسرے سال اسی شہر میں جب حضرت کی تشریف فرمائی ہوئی تو بڑی مسرت کے ساتھ وہی نوجوان لڑکا یہ کہتے ہوئے پیش کیا گیا کہ اب اس کی دینی حالت درست ہوگئی ہے۔ حضرت مسکرائے لوگوں نے دریافت کیا کہ اس کارگر تدبیر کی بنیاد کیا تھی فرمایا کہ لڑکا مجھے کچھ ضدی سا معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی ضد میں بے دینی کی باتیں کرنے لگا لیکن جس کالج میں اب ہے وہاں صرف مسلمانوں سے مقابلہ نہ تھا خیال ہوا کہ شاید دین دار ہو جائے یہ خیال صحیح ثابت ہوا آج کل انڈین یونین کے مسلمانوں کے متعلق شکوک و شبہات لوگ ظاہر کرتے ہیں مگر میرا خیال ہے کہ حب علی میں نہ سہی بغض معاویہ ہی کی وجہ سے یہ توقع ہے کہ خالص اسلامی آبادی سے اس ملک کے مسلمان اپنی مسلمانی پر زیادہ اصرار کریں گے ۱۲۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہو لیکن حضرت عزیر کے ابن اللہ ہونے کا عقیدہ تمام یہودیوں میں نہ سہی مگر معلوم ہوتا ہے کہ نزول قرآن کے زمانہ میں عرب کے بعض یہودی فرقوں میں پایا جاتا تھا، اور جس قوم کو بعض استعارات کی بوجا میں شرم نہ آئی۔ عزیر کو ابن اللہ کہنے سے اگر نہ شرمائی ہو تو کیوں تعجب کیجئے۔ ماسوا اس کے نصاریٰ نے جیسے اپنے رھبان کو ارباباً من دون اللہ بنالیا تھا۔ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود بھی اپنے احبار کے ساتھ کچھ اسی قسم کا تعلق رکھتے تھے۔ صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیسائیوں کے ساتھ یہودیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے کہ

اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد — انھوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنالیا

بہرحال یہ خیال کہ تورات کی پڑھنے والی اور ماننے والی قوم شرک یا بت پرستی میں کیسے مبتلا ہوسکتی ہے اس کی تردید کے لئے مذکورہ بالا شہادتیں کافی ہیں جو یہود کی کتابوں سے ماخوذ ہیں جنہیں عہد عتیق کے مقدس مجموعہ میں ہم پاتے ہیں۔ اور کتابی شہادتوں سے زیادہ آپ کے سامنے " زندہ گواہ کی شکل میں وہ امت خود کھڑی ہوئی ہے، جس نے قرآن کا پڑھنا ترک نہیں کیا ہے اور اس کو خدا ہی کی کتاب اب تک مانتی چلی جارہی ہے۔ لیکن بایں ہمہ کون کہہ سکتا ہے کہ صحاح کی مشہور حدیث

لتتبعن سنن الذین من قبلکم شبراً بشبر وذراعاً بذراع — یعنی رسول اللہ نے فرمایا اے مسلمانو! تم ان لوگوں کی پیروی کرکے رہوگے جو تم سے پہلے گذرے ایک ایک بالشت ایک ایک ہاتھ۔

حتیٰ کہ فرمایا گیا کہ کسی سوراخ میں پہلے کے لوگ اگر داخل ہوئے ہیں تو تم بھی اس سوراخ میں گھسوگے، پوچھا گیا کہ ہم سے پہلے گذرنے والوں سے کیا یہود و نصاریٰ مراد ہیں فرمایا گیا کہ فمن ؟ یعنی تو اور کون ؟

کون کہہ سکتا ہے کہ زندگی کے کس شعبہ پر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ بالا پیشگوئی منطبق نہیں ہورہی ہے ؟ یہ سچ ہے کہ شاید بت تراشی اور صنم پرستی کی لعنت میں مسلمان اب تک مبتلا نہ ہوئے لیکن اپنی حاجتوں اور ضرورتوں کی تکمیل کے لئے ان کے ہر ہر ملک اور علاقہ میں " استمدادی مراکز " کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جو جال بچھے ہوئے ہیں، وہاں پہنچ کر جانے والے جو کچھ کرتے ہیں دوسروں سے زیادہ وہ خود فیصلہ کرسکتے ہیں کہ قرآن کا تاریخی نقرہ

مالکم من اللہ غیرہ — نہیں ہے تمہارا الٰہ (جس کی عبادت، مدد طلب کرتے ہوئے کی جائے) اللہ خالق کائنات کے سوا

جو اول سے آخر تک ہر ہر پیغمبر و رسول دینی کے پیغام کا سب سے پہلا اور لازمی رکن ہے یہ نقرہ کس حد تک ان مسلمانوں کے کرتوتوں سے متاثر ہوا ہے یا ہوتا رہتا ہے۔

غیب میں جانے والوں تک ثواب کے سوغات پہنچانے کا قرآن اگر صرف آلہ نہیں ہے۔ بلکہ مسلمانوں سے ان کے پیدا کرنے والے نے اس کتاب میں کچھ مطالبہ بھی کیا ہے اور کچھ چیزوں سے روکا بھی ہے تو یہ ان کے سوچنے کی بات ہے کہ جن حدود پر رک جانے کا حکم دیا گیا تھا۔ کیا ہم ان ہی علاقہ پر ٹھہرے ہوتے ہیں۔؟

بل الانسان علیٰ نفسہ بصیرۃ ولو القیٰ معاذیرہ — بلکہ آدمی اپنے نفس کا دیکھنے والا خود ہے اور گو عذر کے پردے ہی کیوں نہ ڈالتا رہے۔

بہر حال گفتگو قوم یہود کے متعلق ہو رہی تھی جن منسر کانہ عوارض میں یہ قوم مختلف زمانوں میں مبتلا ہوتی رہی، یہ تو اس کی ایک اجمالی داستان تھی۔

اب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر اور ان کی کتاب تورات کو خدا کی پیغام تسلیم کرنے والی اس امت کے متعلق تاریخ کی ایک اور شہادت سنئے۔

موسیٰ علیہ السلام نے تو ان کو ایک مذہب اور دین دیا تھا۔

اسی دین کا خلاصہ وہ دس احکام تھے جو تورات کے دس احکام کے نام سے مشہور ہو گئے، ظاہر ہے نہ ان احکام میں اور نہ ان کے سوا جو دوسرے تفصیلات دین کے تھے کسی میں نہ تو اشراقی کمالات کے پیدا کرنے کی تدبیریں بتائی گئی تھیں اور نہ روحانی ہستیوں کو مسخر کرنے کے ذرائع کی طرف راہنمائی کی گئی تھی، نہ یہ بتایا گیا تھا کہ جو مر چکے ہیں ان کی روحوں سے تعلق قائم کر کے غیب سے بعید وں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے آگاہ ہونے کا کیا طریقہ ہے۔

لیکن قرآن سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہود ہاروت و ماروت نامی فرشتوں کے ساتھ ان شیاطین سے جو لوگوں کو سحر سکھاتے تھے۔ الغرض ملکوتی اور شیطانی دونوں قسم کی ہستیوں سے وہ تعلق قایم کرنے لگے، اور ان روحانی اعمال کو وہ سفلی وعلوی یا سفید و سیاہ دو حصوں میں تقسیم کرکے سمجھتے تھے کہ ان روحانی مشقوں سے ان میں یہ قدرت پیدا ہو جاتی ہے کہ

ایک نظر میں دشمن کو بھسم کرکے رکھ دیا جا سکتا ہے یا دشمن ہڈیوں کا صرف خشک ڈھانچہ بن کر رہ جاتا ہے۔

اسی طرح خیال تھا کہ روح کی قوت کو ان اعمال اور مشقوں کے ذریعہ بیدار کرکے

"بیماروں کو اچھا کیا جا سکتا ہے" (دیکھو جوئش انسا کلو پیڈیا ج ۸ لفظ "میجک")

اسی کتاب میں لکھا ہے کہ

"یونانی اور رومی لوگ یہود کو جادوگر کہا کرتے تھے"۔

نیز لفظ "نیکرومنسی" "علی الارواح" کے نیچے اسی کتاب جوئش انسا کلو پیڈیا کی جلد ۹ میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کا یہ خیال بھی تھا کہ

ارواح سے تعلق پیدا کرکے غیب کے علوم دریافت کئے جا سکتے ہیں"۔

عہد عتیق کے مجموعہ میں سموئیل نامی کتاب بھی ہے، اس کے باب ۲۸ میں ایک دلچسپ قصہ اسی سلسلہ میں درج ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ ساؤل (طالوت) کی جنگ فلسطی قوم سے چھڑنے والی تھی۔ فوجیں طرفین سے آکر ایک دوسرے کے روبرو جب ہوئیں۔ تو ساؤل ڈر گیا۔ اس نے چاہا کہ خوابوں کے ذریعہ اس جنگ کے انجام کو جانے لیکن کوئی خواب یا غیبی اشارہ اس کو نہ ملا تب اس نے ایک عورت سے جو ایک بھوت سے تعلق رکھتی تھی، تلاش کرکے یہ خواہش کی کہ سموئیل نبی جس نے یہودیوں کی بادشاہی کے لیے ساؤل (طالوت) کا انتخاب کیا تھا اور فلسطیوں کی اس پیش آنے والی جنگ کے زمانے میں سموئیل کا انتقال ہو چکا تھا، اسی سموئیل کی روح کو ساؤل نے کہا کہ وہ جوگن بلا سکے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لکھا ہے کہ جوگن پر جب وہ کیفیت طاری ہوئی جو بھوت بھرنے کے وقت ہوتی ہے تب ساؤل کے
یہ پوچھنے پر کہ تجھے کیا دکھائی دیتا ہے جوگن بولی

"مجھے ایک دیوتا زمین سے اوپر آتے دکھائی دیتا ہے"

ساؤل نے پوچھا کہ شکل کیسی ہے ؟ جوگن نے کہا

"ایک بڈھا اوپر کو آرہا ہے اور جبہ پہنے ہے"

بیان کیا گیا ہے کہ یہ سننے کے ساتھ ہی ساؤل سمجھ گیا کہ سموئیل نبی کی روح آگئی۔ اور

"اس نے منہ کے بل گر کر زمین پر سجدہ کیا"

سموئیل کی روح نے لکھا ہے تب ساؤل سے کہا کہ

"تو نے کیوں مجھے بے چین کیا کہ مجھے اوپر بلوایا" باب ۲۸ سموئیل ۱۔

آگے ہے کہ ساؤل اپنا دکھڑا سموئیل کے آگے دہرانے لگا دونوں میں سوال و جواب
کا طویل سلسلہ اس کے بعد ہے۔ جس کے نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب
اس قصہ کی اصل نوعیت کیا ہے، اگر یہ ساؤل وہی طالوت ہیں جن کا ذکر قرآن میں ہم پاتے ہیں
تو ایسے مومن نبی کے انتخاب کردہ بادشاہ کے متعلق یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ بھتنے سے
تعلق رکھنے والی جوگن سے مدد کا طالب ہوا ہو، تاہم اس سے اس کا پتہ تو چلتا ہے کہ روحوں
کے متعلق حاضرات کا عمل یہود جو کرتے تھے اور اس ذریعہ سے مرے ہوئے لوگوں کی حاضری
کا دعویٰ جو کیا جاتا تھا۔ اس کی نوعیت کیا تھی۔

معلوم ہوتا ہے اس قسم کا کاروبار عورتیں بھی کرتی تھیں اور مرد بھی کرتے تھے، جدید عہد نامہ
کی کتاب اعمال کے باب میں ہے کہ مسیح علیہ السلام کے بعض حواری جب فلسطین کے شہر
سامریہ میں پہنچے تو وہاں شمعون نامی ایک یہودی کو دیکھا۔

"جو سامریہ کے لوگوں کو حیران رکھتا تھا اور کہتا تھا کہ میں کوئی بڑا شخص ہوں"

لکھا ہے کہ اس کے روحانی کرشموں کو دیکھ دیکھ کر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چھوٹے بڑے تک سب اس کی طرف متوجہ ہوتے اور کہتے کہ یہ شخص خدا کی وہ قدرت ہے جسے بڑی کہتے ہیں"

بہرحال موجودہ زمانہ میں جن کرشموں کو لوگ "سپرلیچوزم" یعنی روح اور روحانی قوتوں کی بیداری کا نتیجہ سمجھتے ہیں اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہود کی دلچسپیاں نام نہاد روحانیت کے اسی قصے سے غیر معمولی طور پر قائم تھیں، وہ سمجھتے تھے کہ روح کی پوشیدہ قوتوں کو مجاہدہ اور ریاضت کی مشقوں سے ترقی کر کے اس حد تک پہنچا دیا جا سکتا ہے کہ غیب کی باتوں کے جاننے کی اور اپنی مرضی کے مطابق غیر معمولی تصرفات کی قدرت آدمی میں پیدا ہو جاتی ہے، اب آپ اپنے سامنے یہود کے مشرکانہ رجحانات اور نام نہاد روحانیت کے ملبند بانگ دعووں کے متعلق مذکورہ بالا معلومات کو رکھئے اور اس کے بعد ان آیتوں پر غور کیجئے جو قرآن کے دس احکام کے بعد سورۂ بنی اسرائیل میں پائی جاتی ہیں،

جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ بظاہر ان آیتوں کے خطاب کا رخ خاص قوم یہود کی طرف نہیں معلوم ہوتا، لیکن جو باتیں آپ کے علم میں لائی گئی ہیں کیا ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے اب بھی کوئی یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ ان آیتوں کے خطابی دائرے سے یہود خارج ہیں؟

آپ دیکھ چکے کہ یہودی شرک کے بھی مرتکب ہوئے، شرک کی بدترین شکل بت پرستی تک کا رواج ان میں بار بار ہوتا رہا ہے۔ دیوتاؤں کے ساتھ دیویوں کی پرستش بھی اس قوم نے کی ہے۔

ایسی صورت میں قرآن کے احکام عشرہ کے بعد سب سے پہلے مشرکانہ ذہنیت کی تنقید جن الفاظ میں کی گئی ہے کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ یہود کو اس ذہنیت سے پاک اور بری سمجھا جائے بلکہ شرک کی تنقیدی آیتوں کے ساتھ ہی آخر میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ۔

وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ	اور جب تم قرآن پڑھتے ہو تو تمہارے درمیان اور
وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ	ان لوگوں کے درمیان جو آخرت کو نہیں مانتے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حجابا مستورا — ہم ایک ایسا پردہ حائل کر دیتے ہیں جو مستور ہے (یعنی دکھائی نہیں دیتا)

مطلب جس کا یہی ہوا کہ قرآنی تعلیمات کو وہی قبول کر سکتے ہیں اور اپنی عملی زندگی کو قرآن کے عطا کردہ پروگرام کے مطابق وہی بنا سکتے ہیں۔ جن کے قلوب "الاخرۃ" کے یقین سے روشن و منور ہوں ورنہ مرنے کے بعد آنے والی نتیجہ کی زندگی کا ایمان و یقین جس حد تک مضمحل ہوتا چلا جائے گا قرآنی پروگرام کی تعمیل کی صلاحیت بھی اسی نسبت سے کم ہوتی چلی جائے گی اور اسی کے بعد جو یہ ارشاد ہوا ہے۔

وَاِذَا ذَکَرْتَ رَبَّکَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَہٗ وَلَّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا — اور جب تم قرآن میں تنہا اپنے رب (خالق کائنات) کا ذکر کرتے ہو، تو اپنی پیٹھوں پر وہ بھڑکتے ہوئے بھاگ گئے ہیں۔

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ الاخرت کے یقین و ایمان سے محرومی سب سے پہلے جس روگ میں آدمی کو مبتلا کر دیتی ہے، وہ یہی شرک کا خواب پریشاں ہے قرآن کے احکام عشرہ میں پہلا حکم چونکہ یہی تھا کہ "خالق عالم کے سوا کسی کو اپنا اِلٰہ نہ بنانا"، شاید اسی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ دین کی جو جوہری روح ہے، ایمان بالاخرت سے خالی ہونے کے ساتھ وہی روح (توحید) آدمی سے نکل جاتی ہے، یہود چونکہ الاخرت کے عقیدے کو اپنے دین سے خارج کر چکے تھے تو گو ان کا نام بھی مذہبی اقوام کی فہرست میں باقی رہا، لیکن آپ دیکھ چکے کہ عملاً ان کی زندگی میں بجائے توحید کے شرک ہی کے عقیدہ کا اثر زیادہ نمایاں رہا۔

(باقی آئندہ)

© rasailojaraid.com